

مچ کی مس رہ چکی تھیں۔ مگر پھر قریب کے گاؤں میں
 ہی شادی ہو گئی۔ تو نوکری چھوٹ گئی، ساتھ ہی شہر
 جا کر بسنے کا خواب بھی ٹوٹ گیا۔ مگر گھر اچھا اور نیا بنا
 ہوا تھا۔ بشریٰ کا میاں بڑھا لکھا اور اچھی نوکری پر
 تھا۔ وہ روز باریک پردہ کھٹنے کا سفر کر کے شہر اپنی جاب
 پر جاتا۔ مگر اسے اپنے گاؤں میں رہنا پسند تھا۔ اس
 لیے یہیں پہ پرانے گھر کے ساتھ چھوٹا سا خوب
 صورت گھر بنالیا تھا۔ اور پرانے گھر میں اماں نے

”اللہ ہی معاف کرے ثوبیہ..... کیا بتاؤں
 تمہیں، اماں پورے تین دن اپنے بھائی کے گھر رہ کر
 آئی ہیں۔ ان کے بھائی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ مگر
 سے ایک دن کا بول کر کہیں اور وہاں یہ تین دن
 لگا دیے۔ میری تو جان عذاب میں آگئی تھی۔ درجن
 مرغیاں اور گائے اس کا بچہ اور بکری صاحبہ۔ سارے
 گھر کا کام کاج اور پھر اس مخلوق کی خدمت۔“
 یہ تھیں مس بشریٰ ارشاد، جو کسی زمانے میں بچ

سونیا ربانی

آخر سچے لکھاتی ہے



گائے کو ذکینے کے بعد جو بو آتی تھی ان کے کپڑوں سے وہ نہ لگتی تھی بشری کو مگر ابھی وہ بے بس تھی مگر یہ طے تھا کہ جس دن اس کی حکومت آئے گی وہ سب سے پہلے ان سب کو چٹا کرے گی۔

☆☆☆

”ای! مجھے سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایسا بھی کیا شوق ہے آپ کو کہ آپ چھوڑ نہیں سکتی ہیں، نہ کہیں آجاسکتی ہیں اور نہ ہی رات رکتی ہیں صرف ان بکریوں اور گائے کی وجہ سے۔ میں تو کہتی ہوں کہ قارغ کریں ان سب کو تاکہ آپ آرام سے اپنے بھائیوں کے ہاں جاسکیں۔ مفت میں اپنی جان عذاب میں ڈال رہی ہے آپ نے۔ اتنی سردی میں بہت ہے آپ کی صبح شام کپڑے بدل کر گائے اور بکریوں کے کام کرتی ہیں۔“ بشری ابھی تنہا کراہا کر آئی تھی۔ اور دھوپ میں بیٹھ کر پاؤں سے میل اتاری تھی۔ شام ہونے لگی اس لیے انہوں نے اپنی بوہ بشری سے کپڑے نکالنے کو کہا تھا۔ اور جواب میں کپڑے نکالنے کے ساتھ ساتھ وہ ہمیشہ کی طرح شرع ہو چکی تھی کیونکہ اسے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایسی بھی کیا مجبوری ہے اس کی ساس کی کہ خود کو عذاب میں ڈال رکھا ہے جبکہ ان کو یہ سب کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ابا کا کیا ہوا بہت کچھ بھرا کھا تھا۔ مگر انہوں نے گائے کو تو دل سے لگایا ہی تھا بکریوں میں بھی ان کی جان تھی۔

☆☆☆

بشری بہت پرسکون تھی۔ جب اس کی ساس عمرہ کرنے گئیں تو بیٹے سے کہا۔ ”عدیل بیٹا! بشری نہیں کر سکتی یہ سارے کام اور میرے میں پہلے والی بہت نہیں رہی۔ پھر میرے بعد اتنے دن کون سب کرے گا۔ تو سب کوچ دے۔“

بشری کی تو مراد پر آئی اس نے پھر مرغی کا بچہ بھی نہ رہنے دیا اور شاید ماں کو بھی پتا تھا کہ انہوں نے لوٹ کر نہیں آتا۔ وہ ہمیشہ کے لیے اس پاک مٹی میں سو گئیں۔ کچھ ٹائم ہی گزرا تھا کہ عدیل کی نوکری

گائے رکھ لی اور جب تک بشری آئی تب تک اماں مرغیوں اور بکری کا اضافہ کر چکی تھیں۔

بشری کو اور کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اماں ہی گائے کے سارے کام کرتی تھیں۔ مگر کے اٹھے اور دودھ ہر وقت موجود ہوتا۔ بھی باہر سے لانا نہیں پڑتا۔ لیکن اگر کبھی اماں کی صحت خراب ہو جاتی تو بہت مشکل ہوتی۔ ایک دو بار تو عدیل نے چٹنی بھی کر لی کہ وہ اکیلے نہیں کر پائے گی۔ مگر وہ دودھ نہیں نکال سکتی تھی۔ کبھی اماں بہت کر کے اٹھ جاتیں اور کبھی ساتھ والی تائی بھینس کو کہہ کر یہ کام کروا لیتے۔

بشری کا بہت دل کرتا تھا کہ کسی طرح اماں کا یہ شوق ختم ہو جائے۔ مگر وہ بھی کہہ نہ پائی کہ عدیل اماں کی بہت عزت کرتا تھا۔ انہوں نے اکیلے ہی اسے پالا تھا۔ وہ صرف تین سال کا تھا۔ جب اس کے ابا اس دنیا سے چلے گئے تھے۔ اماں نے سب کے کہنے پر بھی شادی نہ کی اور عدیل کو لے کر اپنی جوانی گزاردی۔ اماں پر بھی لکھی تو نہ تھیں۔ مگر سلائی بہت اچھی کرتی تھیں۔ کچھ تیار کر دیتے یوں عدیل پڑھ لکھ کر آج کب قابل ہوا تھا۔ اس لیے اس کے لیے اماں سب کچھ تھیں۔ جب ہی بشری نے بھی اماں کے سامنے کچھ نہ کہا۔ مگر عدیل جانتا تھا۔ اسے گائے سخت ناپسند ہے لیکن اماں کو شوق بھی تھا۔ اور کام میں بھی لگی رہتی تھیں۔ جس سے ان کی صحت بھی ٹھیک رہتی تھی۔ اس لیے وہ خاموش تھا ورنہ تین چار کلو دودھ باہر سے لے لیتا اس کے لیے کوئی مسئلہ نہ تھا۔

وہ ابھی تک اپنی دوست سے فون پر لگتی تھی۔ جب اماں گائے کی طرف سے ہو کر واپس آئیں۔ اور بولیں۔

”بشری! میرے کپڑے نکال دے۔ وہاں تو باؤں رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔“

”اچھا اماں! میں لے کر آئی۔“

اس نے فون رکھا اور اماں کے کپڑے نکالنے ان کے کمرے کی طرف چل پڑی۔

خوشبو لگاتی تھی۔

☆☆☆

”آپ امی کو بولے ناں کہ ختم کریں یہ سب۔
ہر وقت کام میں لگی رہتی ہیں۔ پھر سخت سردی میں
نہانی بھی ہیں بار بار کپڑے بدلنا کون سا آسان کام
ہے۔ برسوں طبیعت خراب ہو گئی تھی ای کی مت
پوچھیے نیل، میرا کیا حال ہوا۔ ادھر گھر کے کام اور پھر
جو میں ادھر تھی۔ اتنی بکریاں اکٹھی کر رکھی ہیں۔ پھر
گائے اور اللہ جانے کتنی مرغیاں ہیں۔ میرا تو دماغ
عی محوم گیاج میں۔ پھر ساتھ والی آٹنی کو بلایا۔ انہوں
نے سارا کام کر دیا۔ میں نے دو ہزار روپے دیے۔
جبکہ وہ نہیں لے رہی تھیں۔ مگر مجھے اچھا نہیں لگا۔ اتنا
کام کیا تھا انہوں نے۔“

جویریہ فون پر نیل سے باتوں میں لگی تھی۔ اور
بشری چائے پی رہی تھی۔ ”دیکھ لیٹا میں تو مرغی بھی
نہیں رکھوں گی۔ اللہ معاف کرے مجھے سخت ناپسند
ہیں یہ سب۔“

بشری مسکرا دی کہ پسند تو اسے بھی نہ تھا یہ سب
مگر آج اللہ نے ان کو جو کچھ دیا تھا ان بکریوں اور
گائے کے پیسوں کی برکت سے دیا تھا۔ اس لیے اس
کو یہ عزیز تھیں۔ اس نے بجا کر رکھی تھیں کہ شاید کبھی
اس کی طرح اس کی بہو کو بھی اس کے فائدے اور
برکت نظر آجائے۔

اس سے پہلے وہ بات لمبی کرتی اسے بشری نے
آواز دے کر کہا۔
”جویریہ بیٹے جھرات ہے کھیر بنا لیتا۔ نیل
کے ابا کو بہت پسند تھی۔ اور دودھ زیادہ ڈالتا۔ اب
فون بند کرو۔ میں نے کپڑے دھو کر چھت پر ڈالے
تھے وہ اتار کر لے آؤ۔“

☆☆

چھوٹ گئی۔ بجا کر کچھ خاص رکھنا تھا دو ماہ میں ہمت
جواب دے لگی دونوں کی۔ ان کو تو اب پتا چلا کہ
اٹھ گئے کتنے کے درجن آتے ہیں۔ دودھ کتنے روپے
کلو ہے۔ جو باہر سے بالکل پانی جیسا ملتا تھا۔ جس
سے چائے بھی عجیب سی بنتی تھی۔ اور تین کلو کیسے ختم
ہو جاتا کچھ میں ہی نہ آتا۔ ہفتے گزر جاتے وہ عدیل
کے لیے کھیر بھی نہیں بنا پاتی۔ نہ تازہ تھی نہ مکھن اور نہ
ہی ناشے میں دودھ داخل ہے۔

جب کہیں سے کچھ نہ بنا تو عدیل نے وہ پیسے
نکالے جو اماں کے تھے۔ اماں کی گائے بکریوں اور
مرغیوں کے پیسے۔ جو عدیل اور بشری نے اماں کے
عمرے پہ چانے کے بعد فروخت کر دی تھیں۔ ان
پیسوں سے کسی دوست کے ساتھ مل کر کپڑے کی
دکان ڈال لی۔ زیادہ پیسہ اس کا تھا مگر اللہ نے کرم کیا
اور کام اچھا چل پڑا اور کچھ ہی عرصے میں ایک سے
دو اور پھر دو سے تین دکانیں بن گئیں۔ عدیل ہر
وقت اپنی ماں کی قبر غنڈی رہنے کی دعا کرتا کہ آخر
اماں کا پیسہ ہی اس کے کام آیا تھا۔ پھر ایک دن بشری
نے انوشی خواہش کا اظہار کیا۔

”عدیل! مجھے کہیں سے اچھی نسل کی بکری
لا دیں۔“

عدیل اسے یوں دیکھ رہا تھا کہ جیسے وہ پاگل
ہو گئی ہو۔

لیکن عدیل نے اسے بکری لا دی۔ پھر جلد ان
کے ہاں پہلے ہی اس کے بعد اللہ نے بیٹا بھی دے
دیا۔ اور آہستہ آہستہ بکری بکریوں میں بدل گئی۔
مرغیاں بھی آئیں۔ اور جس دن اس کے بیٹے نے
میٹرک پاس کیا اس دن ان کے گھر میں گائے کا
اضافہ بھی ہو گیا۔ جس کا دودھ چھ کلو بتایا گیا تھا مگر
بشری پاؤں سے زیادہ نہ نکال سکتی۔ اور یوں گائے کے
بچے کی موج ہوئی۔ چھ ماہ میں جہاں وہ بچہ اپنی عمر
سے زیادہ بڑا اور صحت مند نظر آنے لگا تھا۔ وہاں ہی
بشری چار کلو دودھ بھی نکالنے کے قابل ہو چکی تھی مگر
وہ کپڑے بدل لیتی تھی۔ ہر روز نہانی تھی اور خوب